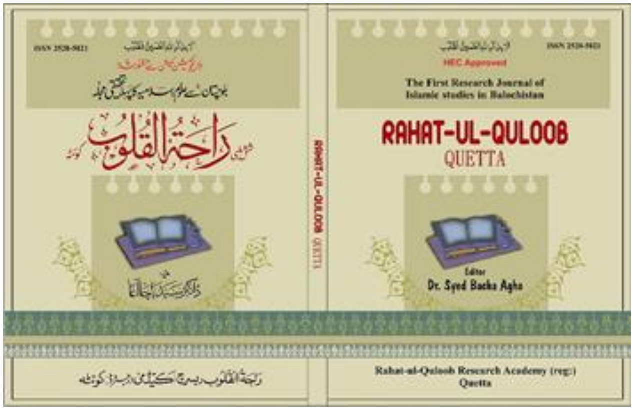

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

BY

RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ ؑ کی تعلیمات میں اخلاق فاضلہ کے مماثلتی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ

Similarities in Ethical Values Preached by Prophet Muhammad (S. A. W.) And Prophet Isa (A.S.); an Exploratory Study

AUTHOR

1. BiBi Sumera, M.Phil. Scholar, Department of Islamic studies, Sardar Bahadur Khan Women University, Quetta, Pakistan.
2. Dr. Nosheen Zaheer, Associate Professor. Department of Islamic studies, Sardar Bahadur Khan Women University, Quetta, Pakistan.
   Email: nosheenirma@gmail.com

How to Cite: BiBi Sumera, & Dr. Nosheen Zaheer. (2023). URDU: حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ ؑ کی تعلیمات میں اخلاق فاضلہ کے مماثلتی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ: Similarities in Ethical Values Preached by Prophet Muhammad (S. A. W.) And Prophet Isa (A.S.); an Exploratory Study. *Rahat-Ul-Quloob*, *7*(1), 51-61. https://doi.org/10.51411/rahat.7.1.2023/437

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/437
Vol. 7, No.1 || Jan–Jun 2023 || URDU-Page. 51-61
Published online: 10-02-2023

حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ ؑ کی تعلیمات میں اخلاق فاضلہ کے مماثلتی پہلوؤں کا تحقیقی جائزہ

Similarities in Ethical Values Preached by Prophet Muhammad (S. A. W.) And Prophet Isa (A.S.); an Exploratory Study

بی بی سمیرا[1] نوشین ظہیر[2]

ABSTRACT

The comparative studies of religions enable man to understand the difference of belief systems (*aqaid*) and rituals (*ibadah*) prevail among the different world religions. The Ethical and moral teachings of each religion constitute the main branch of religious studies as these two are inseparable from each other. Or in other words the individuality of religious belief system is the base and source of the ethical and moral values of each religion. This research paper aims to explore the similarities of ethical and moral teachings of Prophet Muhammad (S.A.W.) and Prophet Isa (A.S.). Although the religious belief of the two religions is totally different which is not in the scope of present research but the ethical and moral values of the two religions have quite similar impact in the grooming the socio-psychological personalities of their followers. The comparison to find the similarities between the teachings of Prophet Muhammad and Prophet Isa is done by comparing the primary sources of these two religions, Quran, hadith and Bible.

Keywords: Ethics, Bible, Quran.

لفظ اخلاق کا مادہ (خ۔ل۔ق) ہے۔ خلق کی جمع اخلاق کہلاتی ہے۔ اس کے لغوی معنی "طبعی خصلت، طبیعت، مروت اور عادت"[1] کے ہیں۔ مذاہب کی اصطلاح میں ہر مذہب کے مخصوص اخلاق جو ان کی محترم اور معزز ہستی کی تعلیمات سے منسلک ہوں اخلاق کے اصول و ضوابط متعین کرتے ہیں۔ اس تحقیق مقالہ میں حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ ؑ کی اخلاقی تعلیمات (فضائل) میں پائی جانے والے مماثلتی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا اور اس جائزہ کے لیے دونوں مذاہب کی مقدس کتابوں قرآن پاک اور کتاب مقدس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کو بنیادی مصادر تحقیق کے طور پر شامل تحقیق کیا جائے گا۔ قرآن پاک اور آحادیث نبوی ﷺ کی رو سے اخلاق کا مرکز و محور اللہ رب العزت کی آخری شریعت پر نہ صرف صدق دل سے ایمان لانا ہے بلکہ اس پر عمل پیرا ہو کر قرب خداوندی اور حصول رضا خداوندی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ[2] "اور بے شک آپ ﷺ تو بڑے خوش خلق ہیں۔"[3] اسی طرح حدیث شریف میں ہے "ان رسول الله ﷺ قال بعثت لاتمم حسن الاخلاق[4] میں تو اخلاق حسنہ کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں"۔

اسی طرح عیسائی عقیدے کے مطابق اخلاق کی غرض و غایت خداوند یسوع مسیحی کی لائی ہوئی تعلیمات پر بلا شک و شبہ ایمان لانا اور عمل پیرا ہو کر اپنی اخری زندگی میں خداوند کی محبت اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ دونوں مذاہب اسلام اور عیسائیت اخلاق کو اچھے (فضائل اخلاق) اور برے اخلاق (رذائل اخلاق) میں منقسم کرتے ہیں۔

اخلاق فاضلہ میں مماثلت

اخلاق فاضلہ سے مراد وہ اعلیٰ اور فضیلت والے اخلاق ہیں جنھیں اپنانے کی قرآن پاک میں تعلیم دی گئی ہے یا دوسرے الفاظ میں وہ اخلاق جو مومن کی نشانیاں ہیں اور ان اخلاق کی بدولت ہی اسے قرب خداوندی نصیب ہوتا ہے۔ سورہ فرقان میں اللہ پاک ان اخلاق کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں: وَعِبَادُ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلَّذِينَ يَمۡشُونَ عَلَى ٱلۡأَرۡضِ هَوۡنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلۡجَـٰهِلُونَ قَالُواْ سَلَـٰمًا وَٱلَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَقِيَـٰمًا[5] "اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے وہ کر راتیں بسر کرتے ہیں"[6]۔ کلام اللہ کی طرح احادیث مبارکہ سے بھی فضائل اخلاق کی اہمیت کا پتا چلتا ہے۔ آپ ﷺ نے فضائل اخلاق سے اپنے کردار کو مزین کرنے والے کو درجات میں روزے دار اور رات کے قیام سے افضل بتایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے" ان المؤمن لیدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم "بے شک مؤمن اپنی خوش اخلاقی کے ذریعے روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے"[7]۔ آپ ﷺ مزید فرماتے ہیں "عن ابی الدرداء عن النبی ﷺ قال ما من شیء اثقل فی المیزان من حسن الخلق حضرت ابو الدرداءؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ترازو میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہو گی۔"[8] حضرت عیسیٰؑ کی عیسائی تعلیمات کا نچوڑ آپؑ کے پہاڑی کے واعظ میں موجود ہے۔ اس واعظ میں آپؑ آٹھ خصلتوں والے لوگوں کو مبارک آباد دیتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں "مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہیں۔"[9] آپؑ غمگین کو، حلیم کو، راست بازی کے متلاشی کو، رحم دل کو، پاک دل کو، صلح کروانے والے کو اور راست بازی کے باعث مصائب جھیلنے والوں کو مبارک دیتے ہیں۔[10]

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی شریعتوں کے مطابق بنی نوع انسان کو اخلاق فاضلہ پر عمل پیرا ہونے کی تبلیغ کرتے رہے ان اخلاق فاضلہ میں مماثلتی پہلو درج ذیل ہیں۔

اخلاص

اللہ رب العزت کے ہاں ہر عمل و اخلاق کی قبولیت کا دارومدار اخلاص پر ہے۔ اخلاص خلوص نیت پر مشتق ہے جس کی اساس اس بات پر ہے کہ جب بھی کوئی عمل کیا جائے تو اس عمل کے کارفرما ہونے میں لوگوں کی مدح وذم بے مصرف و بے معنی ہو، عامل اپنے اس نیک عمل کو اللہ کی توفیق سمجھتے ہوئے اس عمل کو دیکھنا بھول جائے اور اس عمل سے اس کی مراد فقط اللہ کی خوشنودی ہو۔[11] حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ دونوں کی تعلیمات اخلاص کی اہمیت کا احاطہ کیے ہوئیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "الا للہ الدین الخالص"[12] "یاد رکھو خالص دین اللہ کے لیے ہے۔"[13] کسی بھی عمل کی قبولیت یا غیر قبولیت کا دارومدار خلوص نیت پر ہے جس کا مقام دل ہے۔ ایسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا" ان الله لا ینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم "اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور شکلوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔"[14] حضرت عیسیٰؑ اخلاص کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لوگوں کو ریاکاری کے نقصانات بتاتے ہوئے فرماتے ہیں "خبردار اپنے راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کریں نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان میں ہے تمہارے لیے کچھ اجر نہیں"[15]۔ ایک اور مقام پر آپؑ اخلاص کے حصول کے لیے پہلی شرط اپنے باطن کو ریاکاری سے پاک کرنا

قرار دیتے ہیں آپؑ فرماتے ہیں "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیز گاری سے بھرے ہیں اے اندھے فریسی! پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کر تا کہ اوپر سے بھی صاف ہو جائیں۔"[16]

تقویٰ

تقوی اللہ کی محبت کا وہ درجہ ہے کی جب بندہ اللہ کی خوشنودی اور قرب کو اس درجہ عزیز جانتے ہوئے ہر اس عمل سے اجتناب کرے جو اسے اللہ کے قرب سے دور کر کے اللہ کے غضب کا مستحق بنا دے۔ تقوی انسان کے باطن اور ظاہر کا احاطہ کرتا ہے اس کا باطنی پہلو اخلاص نیت ہے اور ظاہری پہلو اللہ کی حدود کی پاسداری کرنا ہے۔[17] نبی کریم ﷺ نے تقوی کی کو فقط ضرر رساں اشیاء کے ترک کرنے سے معمور نہیں کیا بلکہ اللہ کی رضا کے لیے بے ضرر اشیاء کو چھوڑ دینا تقویٰ کے مترادف ٹھہرایا۔ آپؐ کا ارشاد ہے "لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع مالا باس بہ حزر الما بہ باس" بندہ اس وقت تک پرہیز گاروں میں شامل نہیں ہو سکتا جب تک ضرر رساں اشیاء سے بچنے کیلئے بے ضرر چیزوں کو نہ چھوڑ دے"[18] حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات بھی انسان کی دنیاوی اور اخروی فلاح کی ضمانت تقوی کو قرار دیتے ہیں۔ کتاب مقدس میں درج ہے "کیا تیری خدا ترسی ہی تیرا بھروسہ نہیں؟ کیا تیری راہوں کی راستی تیری امید نہیں؟ کیا تجھے یاد ہے کہ کبھی کوئی معصوم بھی ہلاک ہوا ہو؟ یا کہیں کوئی راستباز بھی کاٹ ڈالے گئے؟ میرے دیکھنے میں تو جو گناہ کو جوتتے اور دکھ بوتے ہیں وہی اسکو کاٹتے ہیں"[19]

توکل

توکل اس کیفیت کا نام ہے جب انسان صرف اللہ کی قدرت و طاقت پر مکمل بھروسہ کرے اور اپنے تمام معاملات کو اللہ کے سپرد کرتے ہوئے اس کے تمام احکامات اور فیصلوں پر راضی بارضا ہو جائے اور لوگوں اور اپنے نفس کی تدبیر کو چھوڑ دے۔[20] پس توکل کی تین درجات ہیں پہلا درجہ کے حصول میں متوکل اللہ کے وعدے پر مطمئین ہوتا ہے۔ دوسرے درجہ میں متوکل اللہ کے ہر فیصلے کو بغیر چوں چرا اس کے صدق دل سے تسلیم کرتا ہے۔ تیسرے درجے میں اللہ کا فیصلہ بظاہر اس کے خلاف بھی ہو یا اس کے حق میں ہو پر راضی برضا ہو جاتا ہے۔[21] حدیث شریف میں ہے "حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت کہے بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ (اللہ کے نام سے میں نے اس پر بھروسہ کیا گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے) تو اس کو کہا جاتا ہے تو ہدایت دیا گیا، کفایت کیا گیا اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔"[22] نبی کریم ﷺ توکل کی اہمیت بیان فرماتے ہیں "لو انکم کنتم توکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقتم کما ترزق الطیر تعذو خماصا وتروح بطانا" اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے، تو وہ اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ صبح کو وہ (پرندے) بھوکے نکلتے ہیں اور (شام) کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔"[23]

حضرت عیسیٰؑ اپنے پیروں کو توکل کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں "مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند پر توکل کرتا ہے اور جس کی امید گاہ خداوند ہے۔ کیونکہ وہ اس درخت کی مانند ہو گا جو پانی کے پاس لگایا جائے اور اپنی جڑ دریا کی طرف پھیلائے اور جب گرمی آئے تو اسے کچھ خطرہ نہ ہو بلکہ اس کے پتے ہرے رہیں اور خشک سالی کا اسے کچھ خوف نہ ہو اور پھل لانے سے باز رہے۔"[24] لوقا میں مزید لکھا ہے "تب یسوع

نے اپنے شاگردوں سے کہا یہی وجہ ہے کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ نہ تو اپنی جان کی فکر کرو کہ تم کیا کھاؤ گے نہ اپنے بدن کی کہ تم کیا پہنو گے۔ کیونکہ جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر ہے۔ کووں کو دیکھو جو نہ تو بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں۔ نہ ان کے پاس گودام ہوتا ہے نہ کھیت۔ تو بھی خدا انھیں کھلاتا ہے تم تو پرندوں سے بھی زیادہ قدر و قیمت والے ہو۔ تم میں کون ایسا ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بڑھا سکے؟ پس جب تم چھوٹی سی بات بھی نہیں کر سکتے تو باقی چیزوں کی فکر کس لیے کرتے ہو؟۔"[25]

صبر و استقامت

دین میں صبر و استقامت سے مراد تمام مصائب و مشکلات کے باوجود ثابت قدمی سے تمام احکامات الٰہیہ پر عمل پیرا رہنا اور تمام ممنوعات سے اجتناب کرنے کے ہیں۔ قرآن میں ہے "اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا"[26] "بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے۔"[27] صبر و استقامت ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں ان کی علامات مبتدی، متوسط درجہ اور خواص کیلئے مختلف ہیں مبتدی کی علامت استقامت معاملات میں سستی سے اجتناب ہے، متوسط درجے والا اپنی موجودہ منزل پر نہ ٹھرنے پر اکتفاء کرے اور خواص کی استقامت ان کا اپنے رب سے ایسا وصل ہے جس میں کوئی پردہ حائل نہیں۔[28] دین اسلام میں استقامت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے "عن سفیان بن عبداللہ الثقفی قال قلت رسول اللہ ﷺ قل لی فی الاسلام لا اسال عنہ احدا بعدك قال قل امنت باللہ ثم استقم" سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام سے متعلق مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجیے پھر میں آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے سے دریافت نہ کروں، آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کا اقرار کرے کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا، اور پھر اسی پر استقامت اختیار کرو۔"[29] ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا "حضرت ابو یحیٰ صہیب بن سنانؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مؤمن کا بھی عجیب حال ہے کہ ہر حالت میں اس کیلئے خیر ہے۔ اور یہ درجہ صرف مومن کو حاصل ہے۔ اگر اس کی خوشی کی بات پہنچتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر اس کو کوئی تکلیف دہ خبر پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہے۔"[30] یسوع کی تعلیمات میں بھی صبر و استقامت کی تلقین کی گئی ہے یسوع کہتے ہیں "پس اے میرے بھائیو! خداوند کی آمد تک صبر کرو۔ دیکھو کسان زمین کی قیمتی پیداوار کے انتظار میں پہلے اور پچھلے مینا کے برسنے تک صبر کرتا رہتا ہے۔ تم بھی صبر کرو اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھو کیونکہ خداوند کی آمد قریب ہے۔ اے بھائیو! ایک دوسرے کی شکایت نہ کرو تا کہ تم سزا پاؤ دیکھو منصف دروازہ پر کھڑا ہے"[31]۔ یسوع مزید کہتے ہیں "اے میرے بھائیو! جب تم طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑو۔ تو اس کو یہ جان کر کمال خوشی کی بات سمجھنا کہ تمہارے ایمان کی آزمائش صبر پیدا کرتی ہے۔ اور صبر کو اپنا کام کرنے دو تا کہ تم پورے اور کامل ہو جاؤ اور تم میں کسی بات کی کمی نہ رہے۔"[32]

ایفائے عہد

ایفائے عہد اخلاقی اقدار میں بنیادی وصف ہے جو انسان کی صداقت کا مظہر ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ایفائے عہد کی دو اقسام ہیں پہلا اور اعلیٰ درجے کا عہد وہ ہے جو بندے اور اس کے رب کے مابین ہے جو اشھد ان لا الہ الا اللہ کے ذریعے کیا جاتا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کی صدق دل سے بجا آوری اور اس کی رضا و قرب کا حصول ہے۔ عہد کی دوسری صورت انسانوں کے آپس کے معاہدات ہیں جو وہ آپس

میں کرتے ہیں اور ان معاہدات کی تکمیل انسانوں پر واجب ہے مگر یہاں یہ بات ضروری ہے کہ یہ معاہدات شریعت کی خلاف ورزی پر معمور نہ ہوں اور اگر معاہدات خلاف شرع ہوں تو فریق ثانی کو مطلع کر کے ان کا ختم کرنا واجب ہو گا۔[33] آپ ﷺ کی حدیث شریف ہے " اذا وعد الرجل اخاہ و من نیتہ ان یفی لہ فلم یف ولم یجئ للمیعاد فلا اثم علیہ" جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اسے پورا کرے گا اور پھر وہ اسے پورا نہ کر سکے اور اس وعدے پر نہ آسکے تو اس پر کوئی گناہ نہیں"[34] کتاب مقدس میں وعدہ کیلئے لفظ منت تحریر ہے۔ پس وعدہ پورے کرنے کی تلقین یوں کی جا رہی ہے۔ "جب تو خدا کیلئے منت (وعدہ) مانے تو اسے کے ادا کرنے میں دیر نہ کر کیونکہ وہ احمقوں سے خوش نہیں ہے۔ تو اپنی منت (وعدہ) کو پورا کر۔ تیرا منت (وعدہ) نہ ماننا اس سے بہتر ہے کہ تو منت (وعدہ) ماننے اور ادا نہ کرے۔"[35]

تواضع

انسان بندہ خدا اور حسن و کمال کا پیکر اس وقت کہلاتا ہے جب اس کے عمل سے بندگی، عجز و انکساری اور نیاز مندی ظاہر ہو کیونکہ یہ تواضع و انکساری ہی عبدیت کا حقیقی مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وَٱخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ"[36] "اور مومنین میں سے جو تمہاری اتباع کرنے والے ہیں ان سے تواضع کے ساتھ پیش آؤ"[37] پس در حقیقت تواضع ایک دوسرے کے ساتھ نہ صرف عاجزی بلکہ نرمی اور محبت سے پیش آنا ہے۔ اور مال و دولت، حسب و نسب اور جمال وغیرہ سے کسی کو حقیر نہ جاننا اور نہ کسی پر ظلم کرنا ہے۔ بلکہ اگر اللہ پاک نے اپنی تمام نعمتوں میں سے کسی کو کچھ نوازا ہے تو اس پر غرور و تکبر کے بجائے سجدہ شکر کرنا لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف تواضع اختیار کرنے کی تلقین فرمائی بلکہ فخر و تکبر اور زیادتی سے بچنے کا بھی حکم دیا: " مانقصت صدقۃ من مال و مازاداللہ عبد ابعفو الاعزاو ماتواضع احدللہ الا رفعہ اللہ" صدقے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ عزت کو بڑھا دیتے ہیں۔ جو کوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔"[38] ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا " حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ ہی اس پر زیادتی کرے"[39] نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی طرح عاجزی و انکساری اور توضع و خاکساری مسیحت کی خاص تعلیم ہے۔ کتاب مقدس میں درج ہے "اور جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا۔ اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔"[40] ایک اور جگہ پر لکھا ہے "پس جو کوئی اپنے آپ کو اس بچے کی مانند چھوٹا بنائے گا وہی آسمان کی بادشاہی میں بڑا ہو گا۔"[41]

توبہ

توبہ کے لفظی معنی رجوع اور پلٹنے کے ہیں لیکن شریعت میں اس کے معنی اپنے رب کی طرف لوٹتے ہوئے گناہ کو ترک کرنے کا مصمم ارادہ اور اس پر سچے دل سے عمل درآمد کرنے کے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَتُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُونَ"[42] "اے مؤمنوں! تم سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔"[43] اللہ رب العزت غفور و رحیم ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمانے والا ہے اس کی رحمت ہر لحظہ موجزن ہے۔ توبہ نہ صرف انسان کے گناہ بخشواتی ہے بلکہ انسان کے دراجات بھی بلند کرواتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "اللہ افرح یتوبۃ احدکم من احدکم بضالتہ اذا وجدھا" اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خقش ہوتے ہیں،

جو اپنا اونٹ کھونے کے بعد پانے پر خوش ہوتا ہے۔"[44] توبہ کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت محمدی ﷺ کی طرح مسیحی بھی اپنی قوم کو توبہ و استغفار کی بہت تلقین کرتے کی آپؑ فرماتے ہیں کہ توبہ نہ صرف گناہوں کو دھونے کا واحد ذریعہ ہیں بلکہ ہر نبی کی روحانی ترقی کا کیمیا نسخہ توبہ ہے۔ متی میں درج ہے کہ آپؑ نے اپنی تبلیغ کا آغاز ہی لوگوں کو توبہ کی تلقین سے کی "اس وقت سے یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔"[45] آپؑ مزید فرماتے ہیں "خبر دار رہو! اگر تیرا بھائی گناہ کرے تو اسے ملامت کر۔ اگر توبہ کرے تو اسے معاف کر۔ اور اگر وہ ایک دن میں سات دفعہ تیرے پاس آکر کہے کہ توبہ کرتا تو اسے معاف کر۔"[46]

عفو و درگزر

عفو و درگزر انسانی تربیت کا وہ گوہر نایاب ہے جو نہ صرف انسانی شخصیت کو مثبت رویہ سے منور و روشن کر دیتا ہے بلکہ انسانی طبیعت میں سے بدلہ و انتقام اور بوجھ و گرانی جیسی منفی سوچ سے رہائی بھی عطا کرتا ہے۔ اسی مثبت رویے کی بدولت انسان اپنے متعلقین کی نہ تو نکتہ چینی کرتا ہے اور ساتھ ہی ان کی نازیبا حرکتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کے اچھے کاموں کو سراہتا ہے۔ اور ان کی تکلیف دہ باتوں سے درگزر کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ نوکر کے معاملات میں کتنی دفعہ عفو و درگزر سے کام لے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ﷺ کم اعفو عن الخادم فصمت عنہ النبی ﷺ قال یا رسول اللہ ﷺ کم اعفو عن الخادم قال کل یوم سبعین مرۃ" ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کتنی مرتبہ اپنے خادم کو معاف کروں آپ ﷺ خاموش رہے پھر عرض کیا یا رسول اللہ خادم کو کتنی بار معاف کروں نبی ﷺ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ "[47] شریعت محمدی ﷺ کی طرح انجیل میں بھی عفو و درگزر کو خدائی بخشش کا ذریعہ بتا کر اس خوبی کو اپنانے پر زور دیا گیا ہے۔ مسیحت میں عفو و درگزر کی اہمیت کی انتہا کو درج ذیل حکموں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ "اگر تم آدمیوں کو ان کے قصور بخشوگے تو تمہارا آسمانی باپ تمہیں بھی بخشے گا لیکن اگر تم آدمیوں کو نہ بخشوگے تو تمہارا باپ تمہارے قصور نہ بخشے گا۔"[48] ایک اور مقام پر ہے کہ "پطرس نے پاس آکر اس سے کہا کہ اے خداوند کتنی دفعہ میرا بھائی گناہ کرے اور میں اسے معاف کروں؟ کیا سات بار تک؟ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات بار بلکہ سات دفعہ کے ستر بار تک"[49]

احسان

احسان وہ کیفیت باطنہ اور ظاہرہ ہے جس میں عمل کو اس طرح بہترین انداز میں سرانجام دیا جائے جس میں حسن سلوک کرنے والے اور جس سے وہ احسن سلوک کیا جائے دونوں میں نہ صرف ایک دوسرے کے لئے عمدہ و خوبصورت جذبات ہوں بلکہ یہ دونوں کسی قسم کی کراہت و نفرت سے بھی مبراء ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ"[50] "اور تو احسان کر، جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا"[51] پس آپ ﷺ نے اہل ایمان کو نہ صرف انسانوں بلکہ جانوروں سے بھی حسن سلوک سے پیش آنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ حدیث میں ہے "ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم واذا ذبحتم الذبح فلیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ" اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں بھلائی فرض کی ہے۔ لہذا جب تم قتل کرو، اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو اپنی چھری تیز کر لینی

چاہیے اور اپنے جانور کو آرام دینا چاہیے۔"[52] احسان اور حسن سلوک کیلئے ضروری ہے کہ مومن نبی ﷺ کی سنت پر چلتے ہوئے ہر شخص سے حسن سلوک کرے اور کسی کی بد سلوکی اور ظلم اسے اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ جو شخص مجھ سے جیسا سلوک کرے گا میں بھی اس سے ویسے پیش آؤں گا۔ حدیث شریف میں اس جذبہ انتقام کے ممانعت کے ساتھ ساتھ حسن سلوک کا حکم ملتا ہے۔ لا تکونوا امعۃ تقولون ان احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وظنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنو وان ساء وا فلا تظلموا "تم ہر ایک کی رائے پر نہ چلو یعنی یوں نہ کہو کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔ بلکہ اپنے آپ پر اعتماد و اطمینان رکھو، اگر لوگ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر برائی کریں تو ظلم نہ کرو"[53]۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کی طرح حضرت عیسیٰؑ میں احسان کرنے کی تلقین کی گئی ہے آپؑ فرماتے ہیں "اگر راہ چلتے اتفاقاً کسی پرندے کا گھونسلا درخت یا زمین پر بچوں یا انڈوں سمیت تجھ کو مل جائے اور ماں بچوں یا انڈوں پر بیٹھی ہوئی ہو تو بچوں کو ماں سمیت نہ پکڑ لینا بچوں کو تو لے تو لے پر ماں کو ضرور چھوڑ دینا تاکہ تیرا بھلا ہو اور تیری عمر دراز ہو جب تو کوئی نیا گھر بنائے تو اپنی چھت پر منڈیر ضرور لگانا تاکہ یہ نہ ہو کہ کوئی آدمی وہاں سے گرے اور تیرے سبب سے وہ خون تیرے ہی گھر والوں پر ہو۔"[54]

شکر

شکر گزاری انسانی روح کا ایک ایسا وصف ہے جس سے وہ اپنے خالق کی طرف سے عنایت ہونے والی نعمتوں اور برکتوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے رب کی بڑائی بیان کرتا ہے اور ساتھ حصول نعمت پر اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔ اس شکرانے کا اظہار زبان و دل اور ناقی تمام اعضاء سے اس وقت ہوتا ہے جب انسان زبان و دل اور اعضاء سے وہ تمام کام سر انجام دے جو قرب الٰہی کا ذریعہ بنیں۔ حدیث شریف میں شکر کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے:"عن جابر عن النبی ﷺ قال من ابلی بلاء فذکرہ فقد شکرہ وان کتمہ فقد کفرہ "حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کا تذکرہ کرے تو اس نے شکر ادا کر دیا اور جس نے چھپایا تو اس نے ناشکری کی"[55] شکر کا آغاز اللہ رب العزت کے شکر سے ہے کہ جو کام بھی ہو وہ اس کے حکم کے بضیر ممکن نہیں لیکن جہاں اللہ پاک کے شکر ادا کرنے کا حکم ہے ویسے ہی وہ شخص جس نے کسی کی مدد کی اس کی شکر گزاری کو اللہ پاک کی شکر گزاری سے اس طرح منسلک لیا گیا ہے کہ جس شخص نے اپنے مددگار کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:"لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس" جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا اللہ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔"[56] حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات میں بھی شکر گزاری کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ عیسائیت کے مطابق ناشکری کرنے سے انسانی روح بجھ جاتی ہے تھسلنیکیوں میں درج ہے "ہر وقت خوش رہو بلاناغہ دعا کرو۔ ہر ایک بات میں شکر گزاری کرو کیونکہ مسیح یسوع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی ہے روح کو نہ بجھاؤ۔"[57]

ایک اور مقام پر دعاؤں اور درخواستوں کے رب کے حضور پیش ہونے کو بھی شکر گزاری سے منسلک کیا گیا ہے "کسی بات کی فکر نہ کرو بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دعا اور منت کے وسیلے سے شکر گزاری کے ساتھ خدا کے سامنے پیش کی جائیں۔"[58]

سخاوت

سخاوت وہ نیکی ہے جس میں انسان، جذبہ انسانیت سے سرشار ہو کر انسانی فلاح و بہبود کے لیے نہ صرف اپنی جسمانی قربتیں بلکہ مالی ذرائع استعمال کرتا ہے۔ جس طرح تمام عبادت کی آدائیگی حقوق اللہ کی بنیاد ہیں اسی طرح سخاوت حقوق العباد کی بنیادی اساس ہے اور اس کا مقصد انسان میں جذبہ محبت اور ہمدردی پیدا کرنا ہے۔ قرآن پاک سخاوت کو مومن کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت بیان کرتا ہے "تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ "[59]"ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں، وہ اپنے رب کو خوف اور امید کی حالت میں پکارتے ہیں۔ اور ہم نے جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"[60] اللہ کی مخلوق پر مال خرچ کرنے والا نہ صرف جنت کے قریب ہو جاتا ہے بلکہ سخی کو انعام میں قرب الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے " السخی قریب من الله و قریب من الجنة قریب من الناس بعید من النار والبخیل بعید من الجنةبعید من الناس قریب من النار و الجاهل السخی احب الی الله من عابد بخیل" سخی اللہ سے قریب، جنت سے قریب، لوگوں سے قریب اور جہنم سے دور ہوتا ہے۔ بخیل اللہ تعالیٰ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔"[61] جود وسخا میں آپ ﷺ اپنی مثال آپ ہیں۔ "عن جابر قال ما سئل النبی ﷺ عن شیءٍ قط فقال لا" حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کبھی کسی شخص کے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں کیا۔"[62]

حضرت عیسیٰ کی تعلیمات میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر و ثواب بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کی مخلوق کی اپنے مال سے مدد کو خدا اپنی مدد کے برابر کا درجہ عنایت کرتا ہے متی میں ہے "اس وقت بادشاہ (خدا) اپنے دہنی طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنای عالم سے تمھارے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا میں پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔"[63]

حوالہ جات

---

[1] لوئیس معلوف (مرتب)، عبدالحفیظ، مولانا، بلیلادی (مترجم)، المنجد (عربی-اردو)، لاہور، مکتبہ قدوسیہ، 2009، ص219

[2] سورہ القلم 4

[3] محمد دین، ڈاکٹر (مترجم) "تعلیم القرآن"، لاہور، تاج کمپنی پبلیشر، سن ندارا، ص900

[4] امام مالک بن انس (مؤلف)، وحید الزمان، علامہ (مترجم)، المؤطاء امام مالک، کتاب الجامع، باب ماجاء فی حسن الخلق، حدیث 1268، ص228

[5] سورہ فرقان: 63-64

[6] سید احسن محمود، آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ القرآن الکریم، ج2، لاہور، پاک کمپنی، سن ندارد، ص872-873

[7] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، عبدالرحمٰن بن عبدالجبار، فراہوئی (مترجم)، السنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب حسن الخلق، ج4، ص710

[8] ایضا، حدیث 4799، ج4، ص711

[9] متی 3:5

[10] متی 3:5

[11] عبدالکریم بن ھوازن، ابوالقاسم، القشیری (مصنف)، محمد عبدالنصیر بن عبدالبصیر (مترجم)، تصوف کا انسائیکلوپیڈیا، ص325

[12] سورہ الزمر: 3

[13] محمد دین، ڈاکٹر (مترجم) "تعلیم القرآن"، لاہور، جاج کمپنی پبلیشر، سن نداراد، ص 731

[14] القشیری، مسلم بن الحجاج، ابوالحسین، وحید الزمان۔ علامہ (مترجم)، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلہ والآداب، باب تحریم ظلم المسلمو خذلہ، ج6، ص199

[15] متی 1:6

[16] متی 23:25-26

[17] عبدالکریم بن ھوازن، ابوالقاسم، القشیری (مصنف))، محمد عبدالنصیر بن عبدالبصیر (مترجم)، تصوف کا انسائیکلوپیڈیا، ص189-190

[18] ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ناظم الدین، مولانا (مترجم)، الجامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب 155، حدنث 342، ج2، ص149

[19] ایوب 4:8-6

[20] عبدالکریم بن ھوازن، ابوالقاسم، القشیری (مصنف))، محمد عبدالنصیر بن عبدالبصیر (مترجم)، تصوف کا انسائیکلوپیڈیا، 265-268

[21] ایضا، ص269-270

[22] ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ناظم الدین، مولانا (مترجم)، الجامع الترمذی، ابواب الدعوت، باب ماجاء ماھقول اذاخرج من بیتہ، ج1، ص153

[23] ایضا، ابواب الزھد، باب جاء فی الزھادۃ فی الدنیا، حدیث 226، ج2، ص105

[24] یرمیاہ 9:17

[25] لوقا 12:22-26

[26] سورہ احقاف: 13

[27] محمد دین، ڈاکٹر (مترجم) "تعلیم القرآن"، لاہور، تاج کمپنی، سن ندارد، ص803

[28] عبدالکریم بن ھوازن، ابوالقاسم، القشیری (مصنف))، محمد عبدالنصیر بن عبدالبصیر (مترجم)، تصوف کا انسائیکلوپیڈیا، ص323

[29] القشیری، مسلم بن الحجاج، ابوالحسین، وحید الزمان۔ علامہ (مترجم)، الجامع الصحیح، کتاب االایمان، باب جامع اوصاف الاسلام، ج1، ص99

[30] ایضا، کتاب الزھد، باب المومن امرہ کلہ خیر، حدیث 2779، ج3، ص986

[31] یعقوب کا عام خط 5:7-10

[32] یعقوب کا عام خط 1:12

[33] محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، ج5، ص479-480

[34] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، عبدالرحمٰن بن عبدالجبار، فرایوئی (مترجم)، السنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی العدۃ، ج4، ص839

[35] واعظ 5:4-5

[36] الشعراء: 215

[37] محمد دین، ڈاکٹر (مترجم) "تعلیم القرآن"، لاہور، تاج کمپنی، سن ندارد، ص599

[38] القشیری، مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، وحید الزمان۔ علامہ (مترجم)، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والادب، باب استحباب العفو والتواضع، ج3، ص664

[39] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، عبد الرحمٰن بن عبد الجبار، فرایوئی (مترجم)، السنن ابی داؤد، کتاب الآداب، باب فی التواضع، ج4، ص769

[40] متی 11:23

[41] متی 4:18

[42] سورہ النور: 31

[43] محمد دین، ڈاکٹر (مترجم) "تعلیم القرآن"""، لاہور، تاج کمپنی، سن ندارد ص563

[44] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ناظم الدین، مولانا (مترجم)، الجامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب 485، حدیث 1463، ج2، ص646

[45] متی 17:4

[46] لوقا 17:3-4

[47] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ناظم الدین، مولانا (مترجم)، الجامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی العفو عن الخادم، ج1، ص932

[48] متی 14:6-15

[49] متی 21:18-22

[50] سورہ القصص: 77

[51] محمد دین، ڈاکٹر (مترجم) "تعلیم القرآن"""، لاہور، تاج کمپنی، سن ندارد ص629

[52] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، عبد الرحمٰن بن عبد الجبار، فرایوئی (مترجم)، السنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب فی الرفق بالذبیحۃ، ج2، ص331

[53] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ناظم الدین، مولانا (مترجم)، الجامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاحسان العفو، ج2، ص950

[54] استثناء 6:22-7

[55] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی، عبد الرحمٰن بن عبد الجبار، فرایوئی (مترجم)، السنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی شکر المعروف، ج4، ص719

[56] ایضا، حدیث 4811، ج4، ص718

[57] تھسلنیکیوں 5؛16-19

[58] فلپیوں 4:4-7

[59] سورہ السجدہ: 16

[60] محمد دین، ڈاکٹر (مترجم) "تعلیم القرآن"""، لاہور، تاج کمپنی، سن ندارد ص664

[61] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ناظم الدین، مولانا (مترجم)، الجامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی السخاء، ج1، ص936

[62] القشیری، مسلم بن الحجاج، ابو الحسین، وحید الزمان۔ علامہ (مترجم)، الجامع الصحیح، باب حسن الخلق والسخاء وما یکرہ من البخل، ج3، ص377

[63] متی 25:34-37